محمد سعید

مکتوبات: شہزاد منظر بنام ڈاکٹر سلیم اختر

بائیں بازو کی سیاست، صحافت اور ادب سے عملی طور پر وابستہ رہنے والے اور اس وابستگی کے نتیجے میں ہر گرم و سرد زمانہ سہنے والے شہزاد منظر (ولادت: یکم جنوری ۱۹۳۴ء، وفات: ۱۹ر دسمبر ۱۹۹۷ء) تقریباً ۱۹۷۰ء میں پاکستان آئے اور کراچی میں قیام کیا۔ بنیادی طور پر صحافت سے وابستہ رہنے کے باوجود اُردو ادب میں فکشن نگار اور اس سے بھی بڑھ کر فکشن کے نقاد کے طور پر اپنا مقام بنایا۔ شہزاد منظر کا تعلق اُردو فکشن کے نقادوں کی اس دوسری نسل سے ہے، جنھوں نے سنجیدگی سے فکشن کی تنقید کے فروغ کے لیے خود کو وقف کر رکھا تھا۔

شہزاد منظر کی کتب ''جدید اردو افسانہ'' (۱۹۸۲ء)، ''علامتی افسانے کے ابلاغ کا مسئلہ'' (۱۹۹۰ء) اور ''پاکستان میں اُردو افسانے کے پچاس سال'' (۱۹۹۰ء) فکشن کی تنقید سے اُن کی گہری اور سچی وابستگی کا بیّن ثبوت ہیں۔ اس کے علاوہ ''غلام عباس ایک مطالعہ'' (۱۹۹۵ء) بھی حوالے کی کتاب ہے۔ شہزاد منظر کا ناول ''اندھیری رات کا تنہا مسافر'' (۱۹۸۴ء) اور افسانوی مجموعہ ''ندیا کہاں ہے تیرا دیس'' (۱۹۹۰ء) بھی ان کی اسی لگن کی دلیل ہیں۔ دوسری طرف ڈاکٹر سلیم اختر (ولادت: ۱۱ر مارچ ۱۹۳۴ء) کی بنیادی شناخت اردو تنقید کے نفسیاتی دبستان سے وابستگی ہے اس کے باوجود فکشن اور فکشن کی تنقید کے حوالے سے ان کی خدمات خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ ڈاکٹر سلیم اختر کی کتب ''اردو افسانہ حقیقت سے علامت تک''، ''اردو افسانہ اور افسانہ نگار''، ''اردو ناول اور ناول نگار'' کے ساتھ ساتھ ان کا ناولٹ ''ضبط کی دیوار'' (۱۹۷۱ء) اور افسانوی مجموعے ''مٹھی بھر سانپ''، ''کڑوے بادام'' اور ''کاٹھ کی عورتیں'' اُردو فکشن سے ان کی کمٹمنٹ کو ظاہر کرتے ہیں۔ شہزاد منظر اور ڈاکٹر سلیم اختر کے درمیان باہم مکاتبت کا یہ ایک اہم اور مشترک حوالہ ہے۔

ڈاکٹر سلیم اختر کے نام شہزاد منظر کے گیارہ خطوط ہیں جو ستمبر ۷۷ء سے نومبر ۹۴ء تک کے عرصے میں لکھے گئے۔ مکاتیب، لکھنے والے کی سیرت و شخصیت کے عکاس ہوتے ہیں۔ شہزاد منظر کے زیرِ نظر مکاتیب ان کے اعترافِ علمی، شرافتِ نفس، حق گوئی اور علمی و ادبی منصوبوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ مثلاً وہ اپنے پہلے خط میں ۲۱۔ستمبر ۱۹۷۷ء کو ڈاکٹر سلیم اختر کو لکھتے ہیں:

''میں آپ کے تنقیدی مقالات اور افسانے بڑے شوق اور باقاعدگی سے پڑھتا ہوں اور بوقتِ ضرورت اُن سے استفادہ بھی کرتا ہوں جیسا کہ میں نے اپنے مقالے ''تجریدی افسانے'' میں کیا ہے''۔

شہزاد منظر کے ان خطوط سے ان کے علمی اور ادبی منصوبوں کا بھی علم ہوتا ہے خصوصاً فکشن اور فکشن نگاروں کے بارے میں جو کام وہ کرنا چاہتے تھے اس کا ذکر ان خطوط میں جگہ جگہ آیا ہے۔ ۲۷ جنوری ۱۹۸۰ء کے خط میں ''اُردو افسانہ'' کے نام سے جو اینتھالوجی مرتب کرنے کی تفصیلات ملتی ہیں، اس سے اُن کی فکشن کی تنقید سے غیر معمولی دل چسپی کا پتا چلتا ہے۔ ادیبوں اور

نقادوں کے شخصی رویوں کے بارے میں بھی ان خطوط میں اُن کی آراء ملتی ہیں۔ڈاکٹر سلیم اختر اوران کے درمیان کسی وجہ سے کچھ اختلافات پیدا ہوئے ہوں گے۔جس کی وجہ سے پورے سات سال تک اُن کے درمیان خط و کتابت نہیں ہوئی۔۲مئی ۱۹۸۷ء کے خط میں اس کی طرف واضح اشارہ کیا ہے۔ڈاکٹر سلیم اختر نے انھیں پانچ صفحوں پر مشتمل خط لکھا جس میں ظاہر ہے کچھ شکایتوں کا تبادلہ کیا گیا ہوگا۔شہزاد منظر نے اپنے اس خط میں اپنی طرف سے اُن شکایتوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔راقم نے ڈاکٹر سلیم اختر سے اس بارے میں پوچھا تو ان کا کہنا یہ تھا کہ ''اگر ان سے کسی موقعے پر ایسا اختلاف یا ناراضی رہی بھی ہو تو مجھے اب بالکل یاد نہیں ان سے آخر تک بہت خوش گوار مراسم رہے''۔ان خطوط میں بعض جملے وضاحت طلب تھے جن پر حواشی آنا چاہیے تھے لیکن ان پر حواشی نہ لکھ سکنے کی تشنگی کا احساس ہو رہا ہے۔

شہزاد منظر کے ان خطوط میں بعض لفظوں کے رسم الخط کے حوالے سے یہ بات دیکھنے میں آئی کہ شروع میں وہ ''لیے'' اور ''کیے'' وغیرہ کو ''ی'' کی بجائے ''ء'' سے لکھتے تھے اسی طرح ''انھیں'' اور ''انھوں'' کو ''انہیں'' اور ''انہوں'' کی صورت میں لکھتے تھے۔پھر ''ہ'' پر ختم ہونے والے الفاظ مثلاً عرصہ، زمانہ، مقالہ وغیرہ کو محرف صورت میں بھی اسی ہائے مختفی کے ساتھ لکھتے تھے لیکن مئی ۱۹۸۷ء سے ان کے خطوط میں یہ واضح تبدیلی نظر آئی ہے کہ ان تمام الفاظ کو درست املا اور رسم الخط کے مطابق لکھا ہے۔ان خطوط میں ایسے الفاظ کو ان کے اس آخری املا کے مطابق درج کیا گیا ہے۔شروع کے خطوط میں انھوں نے مستنصر حسین تارڑ کے نام کے آخری جز و کو ''تاڑر'' لکھا تھا جو درست کر دیا گیا ہے۔

شہزاد منظر اُردو ادب کے حوالے سے فکشن کے بہت اچھے نقاد اور صحافت کے حوالے سے بڑے ذمہ دار صحافی تھے ان کے علمی و ادبی سرمائے کو منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے اب تک ان کے بارے میں ایم۔اے اُردو کے لیے ایک مقالہ لکھا گیا اور ان کی زندگی میں ان کے بارے میں علی حیدر ملک اور صبا اکرام نے ''شہزاد منظر، فن اور شخصیت'' کے عنوان سے ایک مختصر کتاب مرتب کی جو کراچی سے ۱۹۹۶ء میں شائع ہوئی۔اس کے علاوہ ڈاکٹر اسد فیض نے پی۔ایچ ڈی کا مقالہ لکھا ہے۔[۱] جس کی اشاعت سے شہزاد منظر کی علمی، ادبی اور صحافتی خدمات سے قارئین کو مزید آگاہی حاصل ہوگی اور ان کے ادبی مقام و مرتبے کا تعین کرنے میں آسانی ہوگی۔اس کے ساتھ ساتھ شہزاد منظر کی غیر مدوّن تحریروں اور غیر مطبوعہ مواد کو منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے۔امید ہے ڈاکٹر اسد فیض اس کام کو بخوبی انجام دیں گے۔اس غیر مطبوعہ ذخیرۂ علمی سے ڈاکٹر شہزاد منظر کے ۱۱خطوط ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں جو ڈاکٹر سلیم اختر صاحب نے مرحمت فرمائے تھے۔

(۱)

D-1، فلک نما فلیٹس، یونیورسٹی روڈ، نزد سبزی منڈی،
کراچی - 0515
۲۱ رستمبر ۷۷ء

محترم سلیم اختر صاحب، تسلیم!

آپ کی یاد آوری کا شکریہ۔میں بھی ایک عرصے سے آپ سے نیاز حاصل کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا تا کہ اپنے اخبار ''مساوات'' (کراچی) کے ادبی صفحے کے لیے آپ سے کوئی تحریر حاصل کر سکوں لیکن افسوس! آج سے قبل آپ سے کوئی

رابطہ قائم نہ کرسکا۔ اُمید ہے آپ کو ''مساوات'' کا ادبی ایڈیشن باقاعدگی سے مل رہا ہوگا۔ میں گذشتہ ایک ماہ سے آپ کے پتے پر ادبی ایڈیشن ارسال کر رہا ہوں۔

میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے خط لکھنے میں پہل کی۔ میں آپ کے تنقیدی مقالات اور افسانے بڑے شوق اور باقاعدگی سے پڑھتا ہوں اور بوقت ضرورت اس سے استفادہ بھی کرتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے اپنے مقالے ''تجریدی افسانہ''۱ میں کیا ہے لیکن افسوس میرے پاس آپ کی کوئی کتاب نہیں ہے۔ میں نے ''تین نفسیات دان'' ۲ تو بازار سے خرید لی ہے۔ لیکن ''افسانہ: حقیقت سے علامت تک'' ۳ اور ''ادب اور لاشعور'' ۴ کے مطالعہ کا مجھے ابھی تک موقع نہیں ملا۔ یہ عجیب بات ہے کہ لاہور میں شائع ہونے والی ادبی کتابیں یہاں بمشکل دستیاب ہوتی ہیں یہی حال کراچی میں شائع ہونے والی کتابوں کا ہے۔ سنا ہے کراچی میں شائع ہونے والی کتابیں بھی لاہور میں نایاب ہوتی ہیں۔ اگر آپ ''افسانہ: حقیقت سے علامت تک'' اور ''ادب اور لاشعور'' میرے پاس بھیج دیں تو میں روز نامہ ''مساوات'' میں تبصرہ کر دوں گا۔ علاوہ ازیں میں ان دنوں میں ''ادب میں جدیدیت'' کے موضوع پر کام کر رہا ہوں۔ آپ کی کتابوں سے بڑی مدد ملے گی۔ آپ اردو کے واحد نقاد ہیں جو بیک وقت افسانہ نگار اور ناول نگار بھی ہیں اس لیے آپ کے ناولٹ ''ضبط کی دیوار'' ۵ کا مطالعہ کر کے خوشی ہوئی۔ آپ یہ تینوں کتابیں ضرور بھیجیے میں یقیناً ان کا مطالعہ کر کے ان کے بارے میں اپنی حقیر رائے قلم بند کرنے میں خوشی محسوس کروں گا۔

مجبی مخدوم منور سے عموماً آپ کا تذکرہ رہتا ہے۔ وہ آپ کا بے حد مداح ہے اور آپ کی بڑی تعریفیں کرتا رہتا ہے میں نے اسی کے پاس آپ کی کتاب ''تنقیدی دبستان'' ۶ دیکھی ہے۔ میں جب سے مشرقی پاکستان سے آیا ہوں لاہور جانے کے بارے میں سوچ رہا ہوں لیکن آج تک لاہور جانا نصیب نہیں ہوا۔ گذشتہ مارچ میں جانے کا ارادہ کیا تو سیاسی ہنگامہ شروع ہو گیا جو ابھی تک جاری ہے۔ سنا ہے موسم سرما میں پنجاب میں زبردست سردی پڑتی ہے۔ اس لیے اس موسم میں پنجاب آنا ممکن نہیں۔ بنگال کا باشندہ پنجاب کی سردی کیوں کر برداشت کرسکتا ہے اس لیے میں آئندہ سال فروری یا مارچ میں ضرور لاہور آنے کی کوشش کروں گا۔ آپ کا اگر کبھی کراچی آنا ہو تو ضرور مطلع کیجیے گا۔ آپ سے مل کر خوشی ہوگی۔

''فنون'' میں میرا مقالہ پسند آنے کا شکریہ۔ میں ان دنوں افسانے پر مسلسل مضامین لکھ رہا ہوں اس سے قبل ''کرافٹ اسٹوری'' ۷ کے عنوان سے ''جامِ نو'' (کراچی) کے افسانہ نمبر میں ایک مقالہ شائع ہوا تھا۔ امید ہے آپ کی نظروں سے گزرا ہو۔ ''اوراق'' کے آئندہ شماروں میں ''افسانہ اور تحقیق'' ۸ کے عنوان سے ایک اور مقالہ شائع ہونے کی امید ہے۔ علاوہ ازیں ''ترقی پسند افسانہ'' اور ''افسانے کی موت'' ۱۳ کے عنوان سے مزید دو مقالات لکھ چکا ہوں۔ میرا خیال ہے اردو افسانے کے بارے میں بہت کچھ لکھنے کی گنجائش ہے۔ آپ نے اس ضمن میں گراں مایہ خدمات انجام دی ہیں اور اس کا ثبوت آپ کی کتاب ''افسانہ: حقیقت سے علامت تک'' ہے۔ اگر آپ قیام پاکستان کے بعد کے اردو افسانوں کا تنقیدی جائزہ لیں تو یہ بہت بڑا کام ہوگا۔ یہ کام صرف آپ کی طرح ادب کا معلم اور نقاد ہی انجام دے سکتا ہے میری طرح کا کارکن کافی نہیں جس کا زیادہ تر وقت غیر ادبی کاموں میں صرف ہوتا ہے۔ میں ''مساوات'' کا اداریہ نویس ہوں اس لیے مجھے زیادہ تر سیاسی اور معاشی موضوعات پر اخبارات رسائل اور کتابیں پڑھنی پڑتی ہیں۔ ادب کے لیے بہت کم وقت ملتا ہے اس کے باوجود رات کو جاگ جاگ کر ادبی کام کرتا ہوں۔

میں نے ان دنوں ۴۲ء سے ۷۲ء تک کے عرصے پر محیط ایک طویل ناول ۹ لکھنا شروع کیا ہے جس میں قحطِ بنگال، دوسری

عالمی جنگ، برطانوی سامراج کے خلاف جدوجہد اور تحریک پاکستان سے لے کر بنگلہ دیش کے قیام تک کے تمام اہم واقعات شامل ہیں۔ یہ ناول دراصل برصغیر و ہندوستان کے مسلمانوں کی سماجی تاریخ ہوگی اور پورا ناول بنگال کے پس منظر میں ہوگا۔ میں چونکہ بنگال (کلکتہ) کا باشندہ ہوں اس لیے ظاہر ہے اس میں اس خطہ کا ذکر ہوگا جس سے میرا گہرا تعلق رہا ہے اس کے کئی ابواب مکمل ہو چکے ہیں اگر ممکن ہوا تو اس کا مسودہ آپ کے مطالعے کے لیے ارسال کردوں گا اور آپ کی رائے طلب کروں گا۔

آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ میرے مقالات کی کتابت تیزی سے جاری ہے اور ڈیڑھ سو صفحات کی کتابت ہو چکی ہے۔ مقالات کی کتابت مکمل ہونے کے بعد اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی آپ کے پاس بھیج دوں گا تاکہ آپ اس پر اپنی رائے کا اظہار کرسکیں۔ آپ کی رائے کتاب میں شامل کر کے خوشی ہوگی لیکن یہ رائے رسمی نہیں ہونی چاہیے بلکہ حقیقی اور دیانت دارانہ ہونی چاہیے۔ آج کے پبلک ریلیشنگ کے دور میں تنقید نگاری بھی پبلک ریلیشنگ ہو کر رہ گئی ہے۔ ادب کے سنجیدہ طالب علموں اور نقادوں کو اس بدعت سے بچنا چاہیے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

اُمید ہے آپ مع الخیر ہوں گے اور خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔

فقط

شہزاد منظر

مزید: تمام خط و کتابت گھر کے پتے پر کیجیے گا!

(۲)

D-1، فلک نما فلیٹس، یونیورسٹی روڈ، نزد سبزی منڈی،

کراچی۔ 0515

۱۰ر نومبر ۷۷ء

محترم سلیم اختر صاحب!

آپ کی تینوں کتابیں موصول ہوئیں۔ کرم فرمائی کا شکریہ۔ مجھے افسوس ہے کہ میں فوری طور پر آپ کو رسید سے مطلع نہ کر سکا اس کی وجہ روزنامہ ''مساوات'' کو درپیش بحران کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور پھر مجی ابراہیم جلیس کا انتقال ایک ایسا سانحہ ہے جس سے ہم صحافی اور ادیب گہرے طور پر متاثر ہوئے ہیں۔ میں نے سوچا تھا کہ ''مساوات'' کے ادبی صفحے میں آپ کی کتابوں پر تبصرہ شائع کرنے کے بعد آپ کو خط لکھوں گا اور اس کا تراشہ بھی ارسال کردوں گا لیکن افسوس یہ ممکن نہ ہوسکا۔

بہرحال میں ''ضبط کی دیوار'' اور ''ادب اور لاشعور'' میں سے کسی ایک پر لکھوں گا اور اس کی نقل آپ کی خدمت میں پیش کردوں گا۔ اُمید ہے آپ اسے پسند فرمائیں گے۔ میرے مقالات کے مجموعے کی کتابت تیزی سے جاری تھی کہ اچانک انکشاف ہوا کہ روزنامہ ''مساوات'' کے تین سوار کان بے روزگار ہوگئے ہیں اس لیے اس کی کتابت میں عارضی رخنہ پیدا ہوگیا ہے اس کے باوجود کافی حد تک کتابت مکمل ہو چکی ہے۔ کیا آپ میرے لیے کسی ناشر کا انتظام کر سکتے ہیں۔ کتابت تقریباً مکمل ہے صرف طباعت، کاغذ اور جلد سازی کی ضرورت ہے۔ اگر آپ کی کسی ناشر سے شناسائی ہوا اور وہ میری کتاب شائع کرسکتا ہو تو لکھیے۔ نوازش ہوگی۔ مجھے صرف سو کتابوں کی ضرورت ہے اور کتابت کے معاوضے کی ساری قیمت پر کتابوں کی طلب ہے اور

کوئی خاص مطالبہ نہیں۔
اُمید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔

فقط
شہزاد منظر

(۳)

D-1، فلک نما فلیٹس، یونیورسٹی روڈ، نزد سبزی منڈی،
کراچی۔0515
۲۲/مارچ ۷۸ء

محترم سلیم اختر صاحب!
سلام مسنون۔

ڈاکٹریٹ کی ڈگری[۱۰] ملنے پر مبارک باد قبول ہو۔ میں مبارک باد کا خط آپ کو بہت دن قبل ارسال کرتا لیکن میں نے سوچا کہ کیوں نہ رائٹر گلڈ کا انعام ملنے پر ایک ساتھ مبارک باد دوں ساتھ ہی ''ادب اور لاشعور'' پر تبصرہ کر دوں۔ چنانچہ میں مذکورہ تبصرے کی اشاعت کا انتظار کرتا رہا[۱۱]۔ اب اکٹھی تمام مبارک بادیاں پیش کر رہا ہوں۔ ''اردو تنقید کا نفسیاتی دبستان'' بلاشبہ اردو تنقید میں ایک قابل ذکر اضافہ ہوگا کیونکہ اس کے موضوع سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ آپ اردو تنقید میں نفسیاتی دبستان کا سراغ کہاں سے لگاتے ہیں۔ آپ کی مجوزہ کتاب کا بے چینی سے انتظار رہے گا۔ آپ کی یہ تھیسس کس ادارے سے شائع ہو رہی ہے اور کب تک شائع ہو رہی ہے۔

''ادب اور لاشعور'' بہت پسند آیا [کذا۔ آئی]۔ اس میں شامل بعض مقالات بہت اچھے ہیں، اس لیے رائٹرز گلڈ کا انعام[۱۲] پانے سے یقیناً ادبی حلقوں کی توجہ اس کتاب کی جانب مبذول ہوگی۔ اگرچہ آپ کی کتاب اس انعام کی محتاج نہیں ہے تاہم اس سے آپ کا ناشر خوش اور مطمئن ہوگا۔ میں نے ''ادب اور لاشعور'' میں خاص طور پر طباعت اور کتابت اور قیمت کے سلسلے میں ناشر کی تعریف کی ہے اس لیے آپ سے درخواست ہے کہ آپ تبصرے کا تراشہ مکتبہ عالیہ کے جمیل صاحب کو ضرور دکھا دیجیے گا تاکہ وہ بھی مطمئن اور خوش ہو جائیں۔ میں مذکورہ تبصرے کا ایک اور تراشہ الگ سے بھیج رہا ہوں۔ آپ کی دوسری کتابوں (ضبط کی دیوار، افسانہ۔ حقیقت سے علامت تک) اور اقبال پر آپ کی کتاب[۱۳] پر الگ الگ تبصرہ لکھوں گا ''ضبط کی دیوار'' پر الگ سے مضمون لکھنے کا وعدہ باقی رہا۔

لاہور کے مختصر قیام میں آپ سے ملاقات بہت تشنہ رہی۔ آپ کراچی کب تک آنے کا ارادہ رکھتے ہیں معلوم نہیں پھر مجھے کب لاہور آنے کا موقع ملے۔ مستنصر حسین تارڑ سے ملاقات ہو تو میرا اسلام کہیے گا۔ ''اوراق'' میں آپ کا اوران کا مضمون پسند آیا۔

فقط
شہزاد منظر

D-1، فلک نما فلیٹس، یونیورسٹی روڈ، نزد سبزی منڈی،
کراچی-0515
۲۷ر جنوری ۸۰ء
بھائی سلیم اختر
السلام علیکم!

توقع ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔ میں گذشتہ سال ستمبر میں چند دنوں کے لیے لاہور گیا اور وہاں آپ کو بہت تلاش کیا لیکن آپ نہیں ملے۔ میں آپ کی تلاش میں مستنصر حسین تارڑ کے پاس بھی گیا وہاں ذوالفقار احمد تابش سے ملاقات ہوئی۔ آپ کا بہت دیر تک تذکرہ ہوتا رہا۔ تارڑ نے بتایا کہ آپ ان دنوں اقبال ٹاؤن میں اپنی عمارت بنوانے میں مصروف ہیں اور کالج سے سیدھے سائٹ پر چلے جاتے ہیں۔ مستنصر صاحب نے آپ کے گھر لے جانے کا بھی وعدہ کیا تھا لیکن کسی وجہ سے وہ پورا نہ ہو سکا۔ میں آپ کے کالج کے جائے وقوع سے واقف نہ تھا ورنہ کالج ہی پہنچ جاتا۔ بہر حال آپ سے نہ ملنے کا بہت افسوس ہے۔ توقع ہے آپ نئے مکان میں خوش اور مطمئن ہوں گے کم از کم آپ کو مطالعے کے لیے الگ کمرہ مل گیا ہوگا۔ ایک ادیب اور وہ بھی آپ جیسے نقاد کے لیے ایک وسیع عریض مکان کا ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ آپ اطمینان اور آسودگی سے لکھ پڑھ سکیں۔ صہبا لکھنوی کے ذریعے معلوم ہوا کہ آپ اپنے نئے مکان میں منتقل ہو چکے ہیں۔ میں آپ کا نیا پتا ان سے ہی مانگ کر خط لکھ رہا ہوں۔ اخبار ''مساوات'' کے بند ہو جانے کے بعد میں روز چند گھنٹے کے لیے ''افکار'' کے دفتر میں بیٹھتا ہوں وہاں پر ہی آپ کا نیا پتا حاصل ہوا۔ مکان بنانے پر میری جانب سے مبارک باد قبول کیجیے یہ خط میں انتہائی ضروری سلسلے میں لکھ رہا ہوں۔ توقع ہے آپ خصوصی توجہ فرمائیں گے۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے اس وقت اردو ادب میں افسانے (فکشن) کی تنقید برائے نام بھی نہیں ہے۔ اردو افسانے کی عمر ستر سال ہو جانے کے باوجود اردو افسانے اور افسانہ نگاروں کے بارے میں کوئی سلیقے کی کتاب لکھی نہیں گئی۔ اردو افسانے اور افسانہ نگاروں کے ریلوا ئیشن کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ خود اپنے کئی مضامین میں اس کی شکایت کر چکے ہیں۔ ایسی حالت میں ہم چند باہمت ساتھیوں نے اردو افسانے کے بارے میں ایک انیتھولوجی ''اردو افسانہ ''۱۴ کے نام سے شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس میں صرف افسانہ اور افسانوی ادب سے متعلق تخلیقات شامل ہوں گی۔ اس میں دوسری اصناف ادب کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ اس کا انداز اور معیار وہی ہوگا جو ''نئے زاویے'' (مرتبہ کرشن چندر) کا تھا۔

اس میں ابتدا میں دو شعبے ہوں گے۔ پہلا شعبہ اردو کے کلاسیکی افسانے اور اس سے متعلق مضامین دوسرا شعبہ جدید افسانے اور اس سے متعلق مقالات کا۔ پہلے شعبے میں اردو افسانہ کے اولڈ ماسٹرز مثلاً پریم چند، سجاد حیدر یلدرم، اختر حسین رائے پوری، مجنوں گورکھپوری اور نیاز فتح پوری اور اسی قسم کے دوسرے افسانہ نگاروں کے ایک یا ایک سے زیادہ شاہکار افسانوں کا انتخاب اور ان کے فن کے بارے میں بھرپور مطالعہ شامل ہوگا۔ دوسرے شعبے میں دور جدید کے ماسٹرز مثلاً، غلام عباس، ابوالفضل صدیقی، احمد ندیم قاسمی اور انتظار حسین وغیرہ کے تین شہکار افسانوں کا انتخاب اور ان کے فن کے بارے میں بھرپور مطالعہ اور مصنف کی زندگی اور آرٹ کے بارے میں تین ادیبوں پر مشتمل ایک پینل کی جانب سے لیا ہوا سیر حاصل (ریکارڈیڈ) انٹرویو شامل ہوگا۔

تیسرے حصے میں دورِ جدید کے تمام ممتاز افسانہ نگاروں کے غیر مطبوعہ افسانے اور افسانہ نگار (ناول نگار) اور افسانوی ادب کے مختلف مسائل کے بارے میں مقالات ہوں گے۔ ہر جلد میں افسانوی ادب سے متعلق کسی اہم موضوع (مثلاً جدید افسانہ، غیر مقبول افسانہ یا علامتی افسانے کا مستقبل) پر مباحثہ شامل ہوگا جس میں ملک کے ممتاز افسانہ نگاروں اور نقادوں کو شرکت کی دعوت دی جائے گی۔ ہر جلد میں کسی ایک اہم ناول یا افسانوں کے مجموعے پر تین مختلف افسانہ نگاروں سے سیر حاصل تبصرے لکھوائے جائیں گے۔ ہر شمارے میں کسی ایک عہد ساز غیر ملکی افسانہ نگار یا ناول نگار کی حیات اور کارنامے کے بارے میں مبسوط مقالہ شامل ہوگا۔ پرانے ادبی رسائل میں افسانے کے بارے میں ممتاز ادیبوں اور نقادوں کے بکھرے ہوئے اُن اہم اور قابلِ ذکر مضامین کا انتخاب پیش کیا جائے گا جو کسی کتاب میں شامل نہ ہوں۔ علاوہ ازیں ہر جلد میں ایک ممتاز افسانہ نگار کسی ایک ایسے ناقابلِ فراموش افسانے کا انتخاب اور اس کے بارے میں اپنی رائے پیش کرے گا جس نے اسے زندگی بھر متاثر کیا ہے۔

یہ ہے وہ خاکہ جو میں نے اپنے احباب کے مشورے سے اینتھولوجی ''اردو افسانہ'' کے لیے تیار کیا ہے۔ مجھے اس ضمن میں ملک کے جن ممتاز ادیبوں کی سرپرستی اور تعاون حاصل ہے ان میں غلام عباس، سید انور، جمیل جالبی، محمد علی صدیقی، افتخار جالب، ہاجرہ مسرور، اور صمد شاہین شامل ہیں۔ مجھے یقین ہے آپ اس ضمن میں دستِ تعاون بڑھائیں گے اور ''اردو افسانہ'' کی ترتیب و تدوین میں اپنے گراں قدر مشورے سے مستفید فرمائیں گے اردو افسانے کی پہلی جلد میں آپ کی شمولیت ضروری ہے اس مقصد کے تحت خصوصی مطالعے کی غرض سے تین یا چار ادیبوں کا انتخاب کیا گیا ہے اوّل پریم چند دوئم غلام عباس، سوئم سید انور اور چہارم رشید امجد ہیں۔ ان میں انتظار حسین کا بھی اضافہ ہوسکتا ہے اس ضمن میں انتظار حسین صاحب سے خط و کتابت جاری ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اگر آپ پہلی جلد کے لیے غلام عباس کے افسانوں کا خصوصی مطالعہ پیش کریں تو بڑی نوازش ہوگی۔

اس ضمن میں آپ میری اور کیا مدد کر سکتے ہیں تفصیل سے لکھیے اور مشورے عنایت فرمائیے۔ توقع ہے آپ اولین فرصت میں خط کا جواب دیں گے کتابت شروع ہوچکی ہے۔

فقط

شہزاد منظر

مزید:۔ ذیل میں پہلی جلد کی ''ڈمی'' پیش کر رہا ہوں اس کے مطالعے سے آپ کو شاید اس اینتھولوجی کی نوعیت کا صحیح اندازہ ہوگا:۔

اُردو افسانہ

(پہلی جلد)

اردو کے کلاسیکی افسانے

(تین بہترین افسانے)

۱۔ کفن — پریم چند

۲۔ دو بیل — "

۳۔ سوزِ وطن — "

منشی پریم چند (خصوصی مطالعہ) — محمد علی صدیقی

پریم چند کے افسانے — محمود نظامی

(پریم چند کی تصانیف اور ان پر لکھی جانے والی کتابوں کی مکمل تفصیل)

اُردو افسانے کی قد آور شخصیت

(تین بہترین افسانے)

۱۔ سایہ — غلام عباس

۲۔ اوورکوٹ — "

۳۔ دھنک یا آنندی — "

غلام عباس کے افسانے — سلیم اختر (شہزاد منظر)

سایہ — انتظار حسین

غلام عباس سے گفتگو (انٹرویو)۔ سید انور۔ محمد علی صدیقی۔ شہزاد منظر

اردو کے جدید افسانہ نگار

(تین بہترین افسانے)

۱۔ بیزار آدم کے بیٹے — رشید امجد

۲۔ ریت پر گرفت — "

۳۔ گملے میں اگا ہوا شہر — "

رشید امجد (خصوصی مطالعہ) محمد علی صدیقی، قمر عباس ندیم، علی حیدر ملک

اردو افسانے کے مسائل

(سمپوزیم)

علامتی افسانے کا مستقبل (محرک) شہزاد منظر، انتظار حسین،

انور سجاد، مسعود اشعر، سلیم اختر، وزیر آغا وغیرہ ہم

ناقابل فراموش افسانہ

(مشاہیر ادبا کا انتخاب)

موت جیمز جوائس — ترجمہ: شاہد احمد

اس افسانے کے بارے میں — غلام عباس

نقطہ نظر

(افسانے اور افسانہ نگاروں کے بارے میں مقالات)

۱۔ جدید اردو افسانہ — شہزاد منظر

۲۔ تیسری دنیا کا افسانہ — اعجاز راہی

۳۔ جدید افسانہ کے مسائل — رشید امجد

۴۔ محمد احسن فاروقی — جمیل جالبی

۵۔ نثار عزیز بٹ — افتخار جالب

۶۔ انتظار حسین — عظیم الشان صدیقی

آج کے افسانہ نگار

(ممتاز افسانہ نگاروں کے غیر مطبوعہ افسانے)

ماضی کے خزینے سے

(مختلف رسائل سے افسانے سے متعلق ادبا کے مقالات کا انتخاب)

۱۔	افسانہ کیا ہے؟	محمد حسن عسکری	(ماہِ نو، کراچی)
۲۔	اردو میں اچھے ناول کیوں نہیں ہیں؟	عزیز احمد	(بانگِ درا، کراچی)
۳۔	عصمت چغتائی	مجنوں گورکھپوری	(ساقی، دہلی)
۴۔	ناول میں کہانی کا عنصر	انتظار حسین	(ماہِ نو کراچی)

نئی تصانیف:

''آخر شب کے ہم سفر'' (قرۃ العین حیدر)

۱۔ سید انور ۲۔ قمر عباس ندیم ۳۔ اختر پیامی

''بستی'' (انتظار حسین)

۱۔ محمد علی صدیقی ۲۔ شہزاد منظر ۳۔ علی حیدر ملک

''ایک اور سومناتھ'' (سید انور)

۱۔ ممتاز احمد خان ۲۔ اے خیام ۳۔ رحمٰن شریف

(۵)

ڈی۔۱، فلک نما فلیٹس، یونیورسٹی روڈ

کراچی۔۵

۸/اپریل ۸۰ء

بھائی سلیم اختر

سلام مسنون!

لاہور سے واپسی سے قبل آپ سے ملاقات نہ ہونے کا افسوس ہے۔ ''کیسے کیسے لوگ'' ۱۵ کی تقریب میں موجود تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ آپ وہاں آئے اور پھر چلے گئے۔ میں آپ کے لیے غلام عباس صاحب کے افسانوں کا سیٹ لیتا آیا تھا جسے میں نے مستنصر حسین تارڑ کے حوالے کر دیا ہے توقع ہے انھوں نے آپ تک تمام کتابیں پہنچا دی ہوں گی۔ غلام عباس کا افسانہ

''دھنک'' میں جلد ارسال کر دوں گا۔ یہ کتاب صرف غلام عباس صاحب کے پاس ہے۔ توقع ہے آپ نے غلام عباس کے افسانے پر لکھنا شروع کر دیا ہوگا۔ میری خواہش ہے کہ آپ بڑے اطمینان کے ساتھ غلام عباس کے تمام افسانوں کا بھرپور انداز میں جائزہ لیں اور مقالے کی طوالت کی فکر نہ کریں۔ غلام عباس ہمارے دور کے بہت ہی اہم افسانہ نگار ہیں۔ ان کے افسانوں کا سیر حاصل مطالعہ ضروری ہے۔ لوگ آپ کا مقالہ خاص طور پر پڑھیں گے۔ اس لیے آپ کا اُن کی توقعات پر (پورا) اترنا ضروری ہے۔

آپ اس اثنا میں انتظار حسین کے ناول ''بستی'' پر اپنا مضمون بھیج دیجیے اور آپ نے ''اظہار'' کے لیے مسعود اشعر پر جو مضمون لکھا ہے اس کی نقل بھی بھیج دیں تاکہ اسے دوسری جلد کے لیے استعمال کیا جائے۔ علاوہ ازیں آپ اپنا افسانہ بھی بھیجنے والے تھے۔ اُس کا کیا ہوا؟ ''فنون'' کے تازہ شمارے میں آپ کا افسانہ ''ایک بستی کی کہانی'' پسند آیا۔ اتنا عمدہ علامتی افسانہ لکھنے پر مبارک باد قبول کیجیے۔

فقط
آپ کا اپنا
شہزاد منظر

(۶)

ڈی۔۱، فلک نما فلیٹس، یونیورسٹی روڈ
کراچی۔۴۷
۲۴رمئی ۸۰ء

محترم سلیم اختر صاحب
سلام مسنون!

آپ کا ارسال کردہ خط اور تینوں مضامین موصول ہو گئے جس کے لیے میں آپ کا خاص طور پر ممنون ہوں۔ آپ نے جس طرح محنت کے ساتھ یہ دونوں مضامین قلم بند کیے ہیں وہ قابل داد ہے۔ غلام عباس صاحب کو میں نے اس کی اطلاع دے دی ہے۔ آپ نے ان کے طویل افسانے ''دھنک'' کے تذکرے سے بہت خوبصورتی کے ساتھ دامن بچایا ہے۔ آپ کی نظروں سے ان کا یہ افسانہ ضرور گزرا ہوگا۔ انتظار حسین کے ناول ''بستی'' پر آپ کا مضمون بھی متوازن ہے حالانکہ محمد خالد اختر نے جس طرح اس ناول کی مذمت کی ہے وہ افسوسناک ہے۔ ''بستی'' بہت معرکۃ الآرا ناول نہ سہی لیکن اس قابل بھی نہیں کہ اسے نظر انداز کر دیا جائے۔ مجھے ابھی تک ''بستی'' پر تین مضامین موصول ہو چکے ہیں۔ ایک آپ کا، ایک مرزا حامد بیگ کا اور ایک منظر عالم تپش کا، تینوں مضامین ''اردو افسانہ'' کی پہلی جلد میں شامل ہیں۔ انتظار حسین صاحب کو اس کی اطلاع دے دیجیے گا۔

مسعود اشعر پر آپ کا مقالہ محفوظ کر لیا گیا ہے۔ یہ مقالہ دوسری جلد میں کام آئے گا۔ آپ سے افسانہ آئندہ جلد کے لیے طلب کروں گا۔ آپ کے مقالات کی کتابت ہونے کے بعد اس کے مسودے آپ کو واپس کر دوں گا۔ مطمئن رہیے۔ ''فنون'' میں آپ کا افسانہ پسند آیا آپ خوب علامتی افسانے لکھ رہے ہیں۔ آپ نے مشفق خواجہ کو ''اردو افسانہ'' کے بارے میں لکھ کر سارا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ بہر حال ان کے ذریعے معلوم ہوا کہ آپ بھی ''تخلیقی ادب'' میں کچھ لکھ رہے ہیں۔ ''تخلیقی ادب'' میں

پاکستان کے جدید تر افسانے پر میرا بھی ایک مقالہ شامل ہے اور اب انہوں نے مجھے گذشتہ دس سال کے عرصے میں لکھے جانے والے ناولوں کے بارے میں لکھنے کی ذمہ داری سونپ دی ہے۔ اس ضمن میں آپ سے دریافت طلب بات یہ ہے کہ کیا آپ نے ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۹ء کے دوران ''ضبط کی دیوار'' کے علاوہ بھی کوئی ناول لکھا ہے؟ میرا خیال ہے آپ کا اور کوئی ناول شائع نہیں ہوا۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

توقع ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔

فقط

آپ کا

شہزاد منظر

(۷)

ڈی-1، فلک نما فلیٹس، یونیورسٹی روڈ

کراچی ۴۷

۲۳ ستمبر ۸۰ء

محترم سلیم اختر صاحب!

سلام مسنون۔ آپ کا محبت نامہ موصول ہوا۔ آپ نے ''اردو افسانہ'' (جلد اوّل) کی اشاعت کے ضمن جس طرح ہماری حوصلہ افزائی کی ہے اس کے لیے ہم سب آپ کے بے حد ممنون ہیں اگر آپ جیسے ادیبوں اور ناقدوں کا عملی تعاون حاصل رہا تو ''اردو افسانہ'' یقیناً اردو ادب میں ایک قابل ذکر انیتھولوجی ثابت ہوگی۔ ہماری کوشش صرف یہ ہے کہ اردو افسانے کے ساتھ ساتھ فکشن کی تنقید بھی ترقی کرے اور فکشن لکھنے والوں سے ناانصافی نہ ہو۔ یہ نہایت افسوسناک امر ہے کہ ہمارے ناقدوں نے اردو افسانے پر لکھنا بالکل ترک کر دیا ہے۔ آپ اور آپ کی طرح لکھنے والے ایسے ہیں جو گاہے گاہے جدید اردو افسانے یا ناولوں پر لکھ رہے ہیں ورنہ زیادہ تر لوگوں نے قطعی خاموشی اختیار کر لی ہے۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ اردو کے ممتاز افسانہ نگاروں کے بارے میں اسٹیڈی اکھٹی ہو جائے اِس لیے میں نے آپ سے غلام عباس کے افسانے کا تفصیلی مطالعہ کرنے کی درخواست کی ہے۔

آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ ''اردو افسانہ'' کی کتابت شروع ہو چکی ہے اور ''اخبارِ خواتین'' کے ایک بہت اچھے کاتب اس کی کتابت کر رہے ہیں اس لیے اب آپ کے دونوں مقالات کی ضرورت ہے۔ یعنی غلام عباس کے افسانے کا تفصیلی مطالعہ اور انتظار حسین کے ناول ''بستی'' پر آپ کا تبصرہ یا مقالہ۔ گذشتہ دنوں لاہور میں اُن کے اس ناول کی اجرائی تقریب منعقد ہو چکی ہے اگر آپ نے ان پر کوئی مقالہ لکھا ہے تو فوراً بھیج دیجیے تاکہ اس کی کتابت کرائی جا سکے۔ ہمیں بہت زیادہ مواد کی ضرورت ہے اس لیے کہ کاتب بہت تیز رفتار ہے اسے باقاعدگی سے مضامین فراہم کرتے رہنا ہے۔ اس لیے آپ سے درخواست ہے کہ آپ جہاں تک ہو سکے دونوں مقالات جلد بھیجنے کی کوشش کریں کم از کم انتظار حسین کے ناول پر اپنا مقالہ ضرور بھیج دیں۔ اگر آپ کی نظر میں کسی دوسرے قابل ذکر ادیب نے بھی ''بستی'' پر کچھ لکھا ہو تو اسے بھی ارسال کر دیں یا مجھے اس کے مصنف کا نام پتا لکھ کر بھیجیے تاکہ میں انہیں رسمی طور پر براہِ راست خط لکھ سکوں۔

میں آپ کو لاہور میں ''اردو افسانہ'' کا غیر سرکاری اور غیر رسمی نمائندہ سمجھتا ہوں اس لیے آپ صرف ہمارے لیے لکھیے ہی نہیں ''اردو افسانہ'' کے سلسلے میں دوسرے لوگوں سے لکھوایئے بھی۔ مجھے توقع ہے آپ نے مستنصر حسین تارڑ اور دوسرے قابل ذکر لوگوں سے اس بارے میں ضرور باتیں کی ہوں گی۔ میں مستنصر حسین تارڑ کو عنقریب خط لکھنے والا ہوں انہیں میرا سلام کہیے گا۔

توقع ہے آپ مع الخیر ہوں گے اور دونوں مقالات جلد ارسال کرنے کی کوشش کریں گے۔

مزید:۔اگر ڈاکٹر نذیر احمد کا آپ کے پاس پتہ ہو تو ارسال کیجیے گا۔

فقط

آپ کا اپنا

شہزاد منظر

(۸)

اے،۳۶۔واجد اسکوائر،

بلاک ۱۶، گلشن اقبال، کراچی ۴۷۔

۲رمئی ۸۷ء

برادرم عزیز سلیم اختر صاحب

السلام علیکم!

اُمید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔ایک مدّت کے بعد آپ سے مخاطب ہوں۔اسے آپ اپنے پانچ صفحوں پر مشتمل طویل خط کا جواب تصور نہ کیجیے۔اس کا جواب تو میں دینے کے بارے میں سوچتا ہی رہ گیا اور جواب نہ دے سکا، حالانکہ آپ کو مجھ سے جو شکائتیں پیدا ہوگئی ہیں، اس کا تقاضا تھا کہ میں اس کا جواب دیتا لیکن اتنا عرصہ گزر چکا ہے کہ اب اس کا کیا جواب دوں۔ میں بس صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ درمیان کے لوگوں نے ہم دونوں کے درمیان پہلے سے موجود بعض غلط فہمیاں مزید بڑھا دی ہیں۔معلوم نہیں انھیں اس سے کیا حاصل ہوا؟ یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کراچی کے وہ کون احباب تھے جنھوں نے میری جانب سے آپ کو بدگمان کرنے میں مُسرّت محسوس کی۔

میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ میں ایک ذمّے دار شخص ہوں اور ادب کے معاملے میں بہت سنجیدہ واقع ہوا ہوں۔میرا خیال ہے کہ ادب وہ کھیتی ہے جو ہر ادیب اپنے لہو سے سینچتا ہے۔یہ وہ جنت یا جہنم ہے جو وہ خود تعمیر کرتا ہے۔اس کے ٹھوس کارنامے اور خدمات کو دنیا کی کوئی طاقت منہدم نہیں کر سکتی خواہ وہ کتنی ہی کوشاں کیوں نہ ہو۔ہم ادیب جو آپس میں چھوٹی چھوٹی باتوں اور اپنی انا کی تسکین کے لیے لڑتے جھگڑتے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں، اس سے کسی کی ادبی حیثیت اور اہمیت کم نہیں ہوتی۔اس لیے آپ کے خلاف جو لوگ ہرزہ سرائی میں مصروف رہتے ہیں، اس کی قطعی پرواہ نہ کیجیے اور دل جمعی کے ساتھ لکھتے پڑھتے رہیے۔آپ ماشاءاللہ اردو کی جدید تنقید نگاری میں ایک اہم ناقد کی حیثیت سے تسلیم کیے جا چکے ہیں، اس لیے آپ کو اپنے مخالفین کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔مخالفین میں خواہ میرا نام بھی شامل کیوں نہ ہو(حالانکہ میں کبھی آپ کا مخالف نہیں رہا) میرا خیال ہے اس وضاحت کے بعد میرے بارے میں آپ کی تمام شکائتوں اور غلط فہمیوں کو دور ہو جانا چاہیے۔

یہ خط میں آپ کو ایک خاص سلسلے میں لکھ رہا ہوں۔ وہ یہ کہ میں ان دنوں ''محمد حسن عسکری۔ ایک مطالعہ'' کے نام سے ایک مکمل کتاب لکھ رہا ہوں۔ اس ضمن میں میں کافی کام آگے بڑھا چکا ہوں۔ ان کی تمام کتابوں کا مطالعہ کر کے نوٹس تیار کر چکا ہوں۔ اب مجھے ان کے چند مضامین کی تلاش ہے جو کہیں دستیاب نہیں ہیں۔ آپ کے مضمون ''محمد حسن عسکری کی تنقید کا نفسیاتی لب ولہجہ''، (مشمولہ: ''مشرق کی بازیافت''، مرتبہ: ابوالکلام قاسمی) سے مجھے ''ہمایوں'' لاہور میں ان کے شائع شدہ مضامین کا سراغ ملا ہے۔ ان میں سے ایک مضمون ''عذر درماندگی'' (دسمبر ۱۹۵۱ء) حاصل ہو چکا ہے البتہ ''روح کی تلاش'' (ہمایوں، اگست ۱۹۵۶ء) ابھی تک دستیاب نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں مجھے ''نقوش'' اور ''روح ادب'' میں شائع شدہ ان کے دو مضامین ''کچھ اردو نثر کے بارے میں'' (مطبوعہ ''روح ادب'' پشاور، سالگرہ نمبر) اور ''افسانہ نگار عسکری از ریاض جاوید (مطبوعہ ''نقوش'' لاہور، شمارہ ۵) کی بھی ضرورت ہے۔ اگر آپ ان مضامین کی فوٹو کاپی ارسال کر دیں تو بڑی نوازش ہوگی۔ آپ نے عسکری کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اگر آپ ان مضامین کی مکمل فہرست (مع رسائل کا نام، سن اشاعت اور شمارہ نمبر) بھی فراہم کر دیں تو مزید نوازش ہوگی۔

آپ نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''اردو کی نفسیاتی تنقید نگاری'' میں بھی ان کے بارے میں یقیناً بہت کچھ لکھا ہوگا۔ یہ میری بدنصیبی ہے کہ تلاش و جستجو کے باوجود کراچی کے کسی کتب فروش کے ہاں یہ کتاب نہیں ملی۔ معلوم نہیں مجلس ترقی ادب کا کراچی میں کون تقسیم کار ہے۔ بہرحال آپ سے درخواست ہے کہ آپ مجلس ترقی ادب کے منیجر سے کہہ کر ''منظر پبلیکیشنز''، اے ۳۶ واجد اسکوائر، بلاک ۱۶، گلشن اقبال، کراچی ۴۷'' کے پتا [کذا۔ پتے] پر رعایتی شرح پر ایک نسخہ وی۔ پی۔ کے ذریعے بھجوا دیجیے۔ اسے آپ حسن طلب تصور نہ کیجیے گا۔ میں یہ کتاب خریدنے کا خواہش مند ہوں۔ میں محمد حسن عسکری کے بارے میں وہ سارا مواد سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو آج تک لکھا گیا ہے۔ ان چیزوں میں آپ کی تصنیف بلاشبہ بہت وقیع ہوگی۔

توقع ہے آپ خط کا جواب جلد دیں گے اور اپنی کتاب اور مضامین کی عکسی نقلیں جلد بھجوا دیں گے۔

فقط
آپ کا
شہزاد منظر

(۹)

اے، ۳۶۔ واجد اسکوائر،
بلاک ۱۶، گلشن اقبال، کراچی۔ ۴۷
۱۷ر اگست ۹۰ء

برادرم سلیم اختر صاحب
السلام علیکم!

اُمید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔ بہت دن قبل آپ کا ایک خط موصول ہوا تھا۔ اُن دنوں میں شدید علیل تھا اور ساتھ ہی آشوب چشم میں مبتلا بھی۔ اس لیے خط کا جواب نہ دے سکا۔ آپ کچھ خیال نہ کیجیے گا۔ میں ان دنوں شام کو ایک جگہ کام کرنے لگا

ہوں چنانچہ گھر لوٹتے نو دس بج جاتے ہیں جس کے باعث میرے معمول کے کام میں زبردست خلل پڑ گیا ہے۔ادبی کام بالکل رُک گیا ہے حتیٰ کہ خط کتابت کے لیے بھی بمشکل وقت نکال پا رہا ہوں۔یہی دیکھیے کہ آپ کے خط کا جواب کتنے دنوں کے بعد دے رہا ہوں۔آپ کے افسانوں کے مجموعے کا جزوی طور پر مطالعہ کر پایا ہوں اس لیے اس کے بارے میں کچھ نہ لکھ سکا۔''اردو کے فحش افسانے'' کے موضوع پر بھی کام رُک گیا ہے۔معلوم نہیں کب دوبارہ شروع ہوگا۔اس لیے آپ کی کتاب پر لکھنا مجھ پر قرض رہا۔

آپ نے میری کتاب ''علامتی افسانے کے ابلاغ کا مسئلہ'' کا مطالعہ کیا یا نہیں۔اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے ''نقوش'' کے مدیر جاوید طفیل سے اپنی کتاب پر تبصرے کے سلسلے میں بات کی تھی اور آپ کا خاص طور پر نام لیا تھا۔انھوں نے کہا تھا کہ اگر آپ میری کتاب پر تبصرہ لکھ کر دیں گے تو وہ اسے ''نقوش'' کے آئندہ شمارے میں شائع کر دیں گے۔کیا میں توقع کروں کہ آپ ''نقوش'' میں میری کتاب پر سیر حاصل تبصرہ کر دیں گے؟ حالاں کہ تبصرہ مجھے آپ کی کتاب پر کرنا تھا۔اُلٹا میں آپ سے اس کا مطالبہ کر رہا ہوں۔کیا یہ مضحکہ خیز بات نہیں ہے؟

آپ کو جان کر خوشی ہوگی کہ میرے افسانوں کا مجموعہ ''ندیا کہاں ہے تیرا دیس'' شائع ہو چکا ہے[۱۶]۔انشاء اللہ چند دنوں میں ارسال کر دوں گا۔مجھے نہیں معلوم کہ آپ کی نظروں سے میرے افسانے گزرے یا نہیں؟ بہرحال مطالعہ کر کے دیکھیے گا۔

فقط

آپ کا

شہزاد منظر

(۱۰)

اے،۳۶۔واجد اسکوائر،

بلاک ۱۶،گلشن اقبال،

کراچی۔۴۷

مارچ ۹۲ء

برادرم سلیم اختر

السلام علیکم!

اُمید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔ایک مدت سے آپ کو خط لکھنے کے بارے میں سوچ رہا تھا،لیکن آج سے قبل اس کی نوبت نہیں آئی۔وہ بھی ''جنگ'' (لاہور) میں آپ کے ۱۹۹۱ء کے ادبی جائزے کے مطالعے کے بعد۔گذشتہ سال اپنی کتاب ''غلام عباس۔ایک مطالعہ''[۱۷] کی اشاعت کے بعد میں آپ کو اس کی اطلاع بھی دینے والا تھا اور اس کا ایک نسخہ بھی بھیجنے والا تھا لیکن پورا سال گزر گیا اور میں آپ کو خط لکھ کر اپنی کتاب کی اشاعت کی اطلاع نہ دے سکا اور نہ کتاب ہی بھیج سکا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ نے اپنے جائزے میں اس کا تذکرہ نہیں کیا جبکہ آپ کے دشمن انور سدید نے اس کا ذکر کیا ہے (حالاں کہ میں نے انھیں کتاب ارسال نہیں کی تھی) آپ تو ادبی دنیا کے نہایت باخبر سیاح ہیں۔آپ سے یہ سہو کیوں کر سرزد ہوا؟ بات دراصل یہ ہے کہ

اُردو میں فکشن کی تنقید کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اسی لیے ناقدین عموماً افسانے اور ناول پر لکھتے ہوئے گریز کرتے ہیں۔ کچھ احمق لوگ (میری طرح) اگر افسانے اور ناول پر لکھتے بھی ہیں تو کوئی اس کا نوٹس نہیں لیتا مثلاً میری کتاب ''علامتی افسانے کے ابلاغ کا مسئلہ'' قطعی اَن نوٹس گیا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ کتاب کو شائع ہوئے ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے، اس پر ابھی تک اردو کے کسی موقر جریدے میں تبصرہ شائع نہیں ہوا، حالاں کہ میں نے اردو کے تمام رسائل کو اس کی دو کاپیاں بھیجی ہیں۔ میں نے تمام اہم ادبا اور ناقدین کو اس کے نسخے بھیجے لیکن کسی نے بھی اس کی رسید تک نہیں بھیجی، حالاں کہ تمام لوگ میرے دوست اور حلقہ احباب میں شامل ہیں۔ کسی اور سے کیا شکایت خود کراچی کے دوستوں مثلاً صبا اکرام اور علی حیدر ملک نے اس پر کچھ نہیں لکھا۔ اسی طرح غلام عباس پر میری کتاب کا کسی نے نوٹس نہیں لیا اور نہ کسی موقر رسالے میں اس پر تبصرہ شائع ہوا۔ ایسی صورت میں اگر آپ نے ذکر نہیں کیا تو آپ سے کیا شکایت ہو سکتی ہے؟ بہر حال! اس کا ایک نسخہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ امید ہے کتاب آپ کو پسند آئے گی۔ میں عصمت چغتائی پر بھی اسی نوع کی کتاب لکھ رہا ہوں۔

میں یہ خط ایک خاص سلسلے میں لکھ رہا ہوں۔ اکادمی ادبیات کے سہ ماہی ''ادبیات'' اسلام آباد میں آپ نے میرا مقالہ ''اردو افسانہ آزادی کے بعد'' پڑھا ہوگا۔ اس میں آپ کا مقالہ بھی شامل ہے۔ یہ مقالہ افتخار عارف اور یاسر اقبال کی فرمائش پر لکھا گیا ہے اور لکھتے لکھتے اس قدر طویل ہو گیا تھا کہ میں نے اس کے نصف حصے کو روک لیا تھا۔ اب میں اس مقالے کو کتابی صورت دینے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اسے از سرِ نو لکھ رہا ہوں۔ اس سلسلے میں مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ آپ نے افسانے کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے، اس لیے آپ میری بڑی مدد کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے آپ کا سالانہ جائزہ میرے بہت کام آئے گا۔ آپ کے ان جائزوں پر مشتمل ایک کتاب بھی شائع ہو چکی ہے۔ اگر آپ وہ از راہ نوازش بھیج دیں تو بڑا احسان ہوگا۔ یہ کتاب کراچی میں دستیاب نہیں ہے اور اگر میں لاہور سے منگواؤں تو اس پر بہت زیادہ لاگت آئے گی جس کا میں متحمل نہیں ہو سکوں گا اسی لیے آپ کو لکھ رہا ہوں۔

میں اپنی مجوزہ کتاب میں تمام اہم افسانہ نگاروں کی تخلیقات سے بھی مختصراً بحث کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنا ادبی سوانحی خاکہ بھیج دیں جس میں پہلے افسانے کا عنوان، جس رسالے میں شائع ہوا ہو، اس کا نام، مقامِ اشاعت اور تاریخِ اشاعت ضرور لکھیے گا۔ علاوہ ازیں اپنی تمام کتابوں کا نام اور سنِ اشاعت کے ساتھ ساتھ اپنے تین نمائندہ افسانوں کے عنوانات بھی ضرور درج کیجیے گا۔ اس طرح مجھے آپ کی نگارشات کے بارے میں لکھنے میں آسانی ہوگی۔

اِن دنوں میری یادداشت میرا ساتھ نہیں دے رہی ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے اپنے افسانوں کا مجموعہ ''ندیا کہاں ہے تیرا دیس'' آپ کو بھیجا یا نہیں۔ اگر نہ بھیجا ہو تو جوابی خط میں ضرور لکھیے تا کہ میں اسے بھی بھیج دوں۔

فقط

آپ کا اپنا

شہزاد منظر

اے، ۳۶۔ واجد اسکوائر،
بلاک ۱۶، گلشن اقبال،
کراچی ۔ ۴۷
یکم نومبر ۱۹۹۴ء

برادرم سلیم اختر
السلام علیکم!

اسلام آباد کانفرنس میں آپ سے بڑی سرسری ملاقات رہی، نہ تو جم کر گفتگو ہوئی اور نہ تبادلہ خیال۔ خیال تھا کہ لاہور میں دوبارہ ملاقات ہوگی تو تفصیلی گفتگو رہے گی لیکن لاہور کے سہ روزہ قیام میں آپ سے ایک بار بھی ملاقات نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ ناشروں کا چکر تھا یعنی نئے ناشروں کی تلاش اور پرانے ناشروں سے کتابوں کی اشاعت کے لیے تقاضے اور سب سے زیادہ کتاب شائع کرنے والے ناشر سے رائیلٹی کی وصولی۔ اس بار میں ''راجندر سنگھ بیدی'' پر اپنی ایک کتاب کا مسودہ لے کر لاہور حاضر ہوا تھا اور نئے ناشر کی تلاش میں تھا۔ مکتبہ عالیہ والوں نے مسودہ منظور کر لیا ہے، معلوم نہیں وہ کتنے برسوں میں چھاپیں گے۔ مقبول اکیڈیمی کے پاس ''محمد حسن عسکری۔ ایک مطالعہ'' کا مسودہ تین سال سے پڑا ہوا ہے ان سے ملا اور تقاضا کیا۔ انھوں نے بھی جلد شائع کرنے کا وعدہ کیا ہے لیکن اس کی اشاعت بھی بہت دور ہے۔ ایک ناشر نے اردو کے چھے بڑے افسانہ نگاروں منٹو، بیدی، کرشن، عصمت، غلام عباس اور قرۃ العین حیدر کے دس بہترین افسانوں کا انتخاب اور اس پر ایک بھرپور مقدمہ لکھنے کی فرمائش کی تھی۔ یہ فرمائش میں نے پوری کر دی ہے۔ اب نئے چھے افسانہ نگاروں کے دس دس بہترین افسانوں کا انتخاب کرنا ہے۔ میری سیاسی کتاب ''سندھ کے نسلی مسائل'' کا پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہونے والا ہے۔

میں نے آپ سے آپ کے بارے میں طاہر تونسوی صاحب کی لکھی ہوئی کتاب [۱۸] کا ذکر کیا تھا۔ کانفرنس میں ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے بھی درخواست کی۔ انھوں نے کتاب تلاش کر کے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ کانفرنس میں مختصر ملاقات کے دوران میں نے محسوس کیا کہ آپ مجھ سے کچھ ناراض سے تھے۔ اس کا اندازہ آپ کی اُکھڑی اُکھڑی باتوں سے ہوا۔ ہوسکتا ہے میرا تاثر غلط ہو۔ بہر حال! جیسا کہ میں آپ کو لکھ چکا ہوں، میرے دل میں آپ کا بڑا احترام ہے۔ میں نے اگر آپ پر کچھ نہیں لکھا تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ میں آپ کے مضامین اور افسانوں کو پسند نہیں کرتا یا کوئی مصلحت دامن گیر ہے۔ اس کی وجہ عدیم الفرصتی اور دیگر ادبی اور غیر ادبی مصروفیات ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے آپ کے ناول ''ضبط کی دیوار'' پر تفصیل سے لکھا تھا۔ اس کے بعد کچھ نہ لکھ سکا، اس کا افسوس ہے۔ میں ''فحش ادب کیا ہے؟'' کے تحت اردو کے نام نہاد فحش اور متنازعہ فیہ افسانوں کے بارے میں جو سلسلہ مضامین شروع کرنے والا ہوں اس میں یقیناً آپ کے افسانے کا جائزہ شامل ہوگا۔ آپ تو بہت مشہور مصنف ہیں۔ آپ پر تو مستقل کتاب تک لکھی جا چکی ہے اور ہندوستان میں آپ پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا جا چکا ہے [۱۹]۔ جبکہ خاکسار پر اور خاکسار کی افسانہ نگاری اور تنقید نگاری پر آج تک ایک مقالہ بھی نہیں لکھا گیا۔ حتیٰ کہ انور سدید تک نے نہیں لکھا جو دوستی کا دم بھرتے ہوئے نہیں تھکتے۔ انھوں نے ''علامت''، لاہور میں قیام پاکستان کے بعد اردو تنقید نگاری سے بحث کرتے

ہوئے ہر ناقد کا نام لیا اور مجھے نظر انداز کر دیا۔ بہر حال! کسی کے ذکر کرنے یا نہ کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اصل اہمیت انسان کے کام کی ہے۔ پبلک ریلشنز اور ایک دوسرے کو اچھالنے اور گرانے سے کچھ نہیں ہوگا۔ اس لیے آپ کے خلاف جو کچھ لکھا جا رہا ہے اس سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ اصل اہمیت کام کی ہے۔

آپ کو یہ جان کر مسرت ہوگی کہ میں نے آپ کی کتاب ''پاکستان میں اردو ادب'' سال بہ سال'' ۲۰ حاصل کر لی ہے یعنی کراچی میں خرید لی ہے۔ مجھے اس کتاب کی بڑی ضرورت تھی۔ میں ''آزادی کے بعد اردو افسانہ'' کے موضوع پر جو کام کر رہا ہوں۔ اس میں اس کتاب سے بڑی مدد ملے گی۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے سالانہ جائزے میں میری کتاب ''جدید اردو افسانہ'' کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا۔ میں یہ خط کسی دوسرے سلسلے میں لکھ رہا ہوں مجھے توقع ہے آپ اس پر سنجیدگی سے توجہ دیں گے۔ میری مجوزہ کتاب میں ایک باب مارشل لاء کے دوران اس کے خلاف لکھے جانے والے افسانوں کے بارے میں ہے۔ میں نے ایک مدیر کی درخواست پر اس موضوع پر لکھنا شروع کر دیا ہے لیکن گذشتہ دس پندرہ سال کے دوران لکھے ہوئے تمام افسانے میرے سامنے نہیں ہیں اور نہ سارے افسانے یاد ہیں۔ آپ وسیع المطالعہ مصنف ہیں اور سالانہ جائزے کے لیے افسانے اور افسانوی مجموعے پڑھتے رہتے ہیں۔ اگر آپ اس سلسلے میں اس موضوع پر لکھنے والے مصنف اور افسانے کے عنوانات اور شائع ہونے والے رسائل کی نشان دہی کریں تو آپ کا بڑا کرم ہوگا۔ میں اپنی مجوزہ کتاب میں آپ کا خاص طور پر شکریہ ادا کروں گا۔ اگر آپ نے اس موضوع پر افسانہ لکھا ہے تو از راہ کرم اس کی بھی نشان دہی کریں اور اگر ممکن ہو تو اس کی عکسی نقول یا مجموعہ فراہم کریں۔ آپ کی مدد کے بغیر اس موضوع پر لکھنا بہت مشکل ہے۔ میرے پاس پاکستان کے سارے رسائل نہیں آتے ہیں۔ توقع ہے آپ اس جانب توجہ دیں گے اور فوری طور پر جواب دیں گے۔

فقط

آپ کا نیاز مند

شہزاد منظر

حواشی:

۱۔ شہزاد منظر کا یہ مقالہ اُن کی کتاب ''جدید اُردو افسانہ'' (مطبوعہ: منظر پبلی کیشنز، کراچی، مئی ۱۹۸۲ء) میں شامل ہے۔

۲۔ کتاب کا اصل عنوان ''تین بڑے نفسیات دان'' ہے۔ یہ پہلی مرتبہ مکتبہ شاہکار، لاہور سے جولائی ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔ فروری ۱۹۸۲ء میں اسی ادارے نے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا۔ اس کے بعد ۱۹۹۴ء سے اسے سنگِ میل لاہور شائع کر رہا ہے۔

۳۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ مکتبہ عالیہ لاہور نے ۱۹۷۶ء میں شائع کی۔ پھر الہٰ آباد (بھارت) سے اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا۔

۴۔ یہ کتاب بھی مکتبہ عالیہ لاہور نے پہلی بار ۱۹۷۶ء میں شائع کی۔

۵۔ ڈاکٹر سلیم اختر کا یہ ناولٹ پہلی بار مکتبہ عالیہ لاہور نے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا، پھر ۱۹۸۰ء میں بھارت سے اس کا ہندی ترجمہ شائع ہوا۔

اس کے علاوہ اس کے اردو ایڈیشن، نصرت پبلشرز لکھنؤ (۱۹۸۳ء) ماورا پبلشرز لاہور (۱۹۸۹ء) گورا پبلشرز لاہور (۱۹۹۵ء) اور مکتبہ عالیہ لاہور سے شائع ہو چکے ہیں۔

۶۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن مکتبہ عالیہ لاہور سے ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا، پھر ۱۹۸۲ء میں بھارت سے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ مکتبہ عالیہ لاہور نے بالترتیب ۱۹۸۵ء اور ۱۹۹۷ء میں اسے چھاپا۔ ۱۹۹۷ء ہی میں نظر ثانی و اضافہ شدہ ایڈیشن سنگ میل نے شائع کیا۔

شوکت مغل نے اس کتاب کا سرائیکی زبان میں ترجمہ کیا جو سرائیکی ادبی بورڈ ملتان سے ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر سلیم اختر کی یہ کتاب بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، پشاور یونیورسٹی، یونیورسٹی آف سرگودھا، سندھ یونیورسٹی جام شورو اور راج شاہی یونیورسٹی بنگلہ دیش میں ایم۔اے اُردو کے نصاب میں اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ایم۔اے سرائیکی کے نصاب میں شامل ہے۔

۷۔ شہزاد منظر کا یہ مضمون ان کی کتاب ''جدید اُردو افسانہ'' (مطبوعہ: ایضاً) میں پہلے مضمون کے طور پر شامل ہے۔

۸۔ یہ مضمون بھی ان کی محولہ بالا کتاب میں تیسرے مضمون کے طور پر شامل ہے۔

۹۔ شہزاد منظر کا یہ ناول ''اندھیری رات کا تنہا مسافر'' کے عنوان سے ۱۹۸۴ء میں منظر پبلی کیشنز کراچی سے شائع ہوا۔ اس ناول کا گجراتی زبان میں بھی ترجمہ ہوا تھا جو ۱۹۸۵ء میں چھپا۔

۱۰۔ ڈاکٹر سلیم اختر نے ڈاکٹر وحید قریشی کی نگرانی میں ''اُردو میں تنقید کا نفسیاتی دبستان'' کے موضوع پر مقالہ لکھا اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۱۹۷۸ء میں ڈگری حاصل کی۔ اس مقالے کا مرکزی حصہ ''نفسیاتی تنقید'' کے عنوان سے ۱۹۸۶ء میں مجلس ترقی ادب لاہور نے شائع کیا اور ایک اور حصہ ''مغرب میں نفسیاتی تنقید'' کے عنوان سے سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور نے ۱۹۹۸ء میں شائع کیا۔ ڈاکٹر سلیم اختر کا اصل مقالہ مکمل صورت میں ہمدرد لائبریری کراچی میں محفوظ ہے۔

۱۱۔ ''ادب اور لاشعور'' پر شہزاد منظر کا تبصرہ روزنامہ ''مساوات'' (کراچی) میں ۱۸ر مارچ ۱۹۷۸ء کو شائع ہوا۔

۱۲۔ ڈاکٹر سلیم اختر کو ''ادب اور لاشعور'' پر ۱۹۷۲ء میں رائٹرز گلڈ کی طرف سے داؤد ادبی انعام ملا تھا۔

۱۳۔ یہ خط مارچ ۷۸ء کا ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر کی اقبال کے حوالے سے ۱۹۷۷ء میں چار کتابیں شائع ہوئیں: ''اقبال کا نفسیاتی مطالعہ''، ''فکر اقبال کے منور گوشے''، ''اقبال کا ادبی نصب العین'' اور ''اقبالیات کے نقوش''، لیکن ان میں سے کسی پر بھی شہزاد منظر نے تبصرہ نہیں کیا۔ ''اقبال پر کتاب'' سے غالباً اُن کی مراد ''اقبال کا نفسیاتی مطالعہ'' ہے کیونکہ یہ ڈاکٹر سلیم اختر کی تصنیف ہے اور باقی تالیفات ہیں۔

۱۴۔ شہزاد منظر نے اپنی اس مجوزہ انتھولوجی کا اس خط میں تعارف کروایا ہے اور پھر اس خط کے ساتھ اس کی پہلی جلد کا مفصل خاکہ بھی منسلک کیا ہے، افسوس کہ اُن کا اور ان کے ''باہمت ساتھیوں'' کا یہ منصوبہ مکمل نہ ہو سکا ورنہ اُردو فکشن کی تنقیدی تاریخ میں یہ گراں قدر اضافہ ہوتا۔

۱۵۔ ''کیسے کیسے لوگ'' ابصار عبدالعلی کی کتاب ہے جو ۱۹۷۹ء میں سنگ میل لاہور سے شائع ہوئی تھی۔

۱۶۔ چودہ افسانوں پر مشتمل شہزاد منظر کا یہ افسانوی مجموعہ ۱۹۹۰ء میں منظر پبلی کیشنز کراچی سے شائع ہوا۔

۱۷۔ شہزاد منظر کی یہ کتاب مارچ ۱۹۹۱ء میں مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی لاہور سے شائع ہوئی۔

۱۸۔ ڈاکٹر سلیم اختر کی شخصیت اور ادبی خدمات کے حوالے سے یہ پہلی کتاب ہے جو ''ہم سفر بگولوں کا'' کے عنوان سے پہلی بار ۱۹۸۵ء میں سنگ میل پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کا دوسرا ایڈیشن شان ہند پبلی کیشنز نئی دہلی سے ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا۔

۱۹۔ ڈاکٹر سلیم اختر کے حوالے سے رانچی یونیورسٹی (بھارت) سے جلیل اشرف نے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اُن کا یہ مقالہ ''ڈاکٹر سلیم اختر: بحیثیت نقاد'' کے عنوان سے منشا پبلی کیشنز، ہزاری باغ سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔ اس کا پاکستانی ایڈیشن ٹی اینڈ ٹی پبلشر، لاہور سے ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا۔

۲۰۔ ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۷ء تک کے سالانہ ادبی جائزوں پر مشتمل ڈاکٹر سلیم اختر کی یہ کتاب ۱۹۸۸ء میں سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوئی۔

فہرستِ اسنادِ محولہ:

۱۔ سلیم اختر، ڈاکٹر: ۱۹۷۷ء، ''ضبط کی دیوار''، مکتبہ عالیہ، لاہور۔

۲۔ 〃 〃 〃 : ۱۹۷۷ء، ''اقبال کا نفسیاتی مطالعہ''۔

۳۔ 〃 〃 〃 : ۱۹۷۷ء، ''فکر اقبال کے منور گوشے''۔

۴۔ 〃 〃 〃 : ۱۹۷۷ء، ''اقبال کا ادبی نصب العین''۔

۵۔ 〃 〃 〃 : ۱۹۷۷ء، ''اقبالیات کے نقوش''۔

۶۔ 〃 〃 〃 : ۱۹۸۶ء، ''نفسیاتی تنقید''، مجلس ترقی ادب، لاہور۔

۷۔ 〃 〃 〃 : ۱۹۸۵ء، ''ہم سفر بگولوں کا''، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور۔

۸۔ 〃 〃 〃 : ۱۹۸۸ء، ''مغرب میں نفسیاتی تنقید''، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور۔

۹۔ عبدالعلی، ابصار: ۱۹۷۹ء، ''کیسے کیسے لوگ''، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور۔